ایمان: انقلاب انگیز کیفیت

انسان کے جتنے کام بھی ہوتے ہیں وہ دیکھنے میں اگرچہ اعضا و جوارح سے سرزد ہوتے ہیں لیکن ان کا حقیقی منبع اور اصلی مرکز ذہن ہی ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ذہنوں کی کیفیتیں بھی الگ الگ ہوتی ہیں۔ بعض ذہن تو ایسے ہوتے ہیں جن میں کوئی خاص قسم کے افکار نہیں ہوتے بلکہ پراگندہ اور منتشر خیالات جم جاتے ہیں، پھر ان سے ظاہر ہونے والے تمام خارجی افعال میں بے ربطی، پراگندگی اور انتشار عیاں ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری قسم کے ذہن وہ ہوتے ہیں جن میں کوئی عمدہ اور مضبوط عملی فکر موجود ہوتا ہے، جس کا رسوخ وثبات پوری طرح چھایا رہتا ہے، اور اس کے نتیجے کے طور پر جو امور، خارجی مظاہر میں نمودار ہوتے رہتے ہیں وہ اتنے ہی راسخ اور ثابت ہوتے ہیں جس قدر ان کا ذہنی پہلو مضبوط ہوتا ہے۔ بہرحال انسانی سیرت کی تشکیل کرنے والی اصل قوت اس کی باطنی کیفیت ہی ہے اور اس کیفیت ہی سے انسانوں کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو ظاہری تکمیل کا سروسامان کار مہیا ہوتا ہے۔ انسان کے ظاہر میں جو اقوال وافعال، حرکات وسکنات، ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ اصل میں اس کی معنوی استعداد کے نہایت سچے اور حقیقی ترجمان ہوتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ دنیائے انسانی میں اجتماع وتنظیم، اتحاد واتفاق، ترتیب وہم آہنگی کے لیے کسی نہ کسی نہایت مضبوط ذہنی بنیاد کی ضرورت پیش آتی ہے، جو ایک طرف انفرادی طور پر ہر فرد میں موجود ہو اور دوسری طرف مجموعی اعتبار سے اجتماعی طور پر پوری جماعتی زندگی میں موجود رہے، ورنہ کسی متحد نظامِ فکر کا وجود میں آنا ممکن ہی نہیں ہوسکتا۔ 'ایمان' اصل میں اسی انقلاب انگیز کیفیت کو کہتے ہیں جو انسان کے اندر صحیح علم ومعرفت، فہم وفراست، حکمت ویقین اور فکر ونظر کے خالص طریقۂ استعمال سے پیدا ہوجاتی ہے، پھر اس سے انسان کے ذہن ودماغ میں ایک خاص قسم کا سلجھاؤ پیدا ہوتا ہے، اور اس کے بعد انسانی فطرت کے اصلی خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔ اس کے متعلقہ اغراض ومقاصد پورے ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ انسان اپنے منشائے تخلیق کو اپنے خالق ومالک کی مرضی کے ٹھیک ٹھیک مطابق ادا کرنے لگ جاتا ہے اور اس کا وجود نہ صرف خود اس کے لیے بلکہ پوری نوعِ انسانی کے لیے اور کُل کائنات کے لیے مفید ترین بن جاتا ہے۔ ('مقتضیاتِ ایمان'، سید صبغۃ اللہ بختیاری، ترجمان القرآن، جلد ۲۸، عدد ۱، محرم ۱۳۶۵ھ، دسمبر ۱۹۴۵ء، ص